

THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WHICH MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)
S. Fazlullah Artist

جرمنی کی تازہ اور حیرت انگیز ایجاد

آلۂ نامردی

اس نئی ایجاد کا نام [illegible] ہے جرمنی کے مشہور ڈاکٹر نے سگریٹ اور [illegible] کی سالہا سال کی محنت و تجربہ سے تیار کیا ہے۔ ۱۹۳۳ء میں دنیا کے ہر ایک ملک میں رجسٹرڈ اور پیٹنٹ کیا گیا ہے جس میں اب کوئی استعمالی یا بیرونی دوائی یا مرہم وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ **استعمال میں صرف ایک منٹ لگتا ہے ہم گارنٹی کرتے ہیں کہ ایک منٹ میں کامیابی یقینی اور لازمی ہے ورنہ قیمت واپس** دی جائے گی۔ جرمنی نے جہاں اور باتوں میں نام پایا ہے وہاں اس ایجاد میں بھی خوب کمال کیا ہے۔ کمزور سے کمزور انسان بھی ایک منٹ میں مرد بن سکتا ہے چونکہ یہ آلہ حال کی ایجاد ہے اس لئے پرانے آزمودہ جات سے بہت اعلیٰ ہے۔ [illegible] آبادی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے دنیا کو معلوم ہے کہ لڑائی میں اسکی بہت سے آدمی مارے گئے ہیں ایسا آلہ ایجاد کیا ہے اور [illegible] کہ ہندوستان بھر میں ہی ایک واحد آلۂ نامردی جرمنی کی ساخت ہے۔ کمیشن لالچی کی وجہ سے دھوکہ میں نہ آئیں۔ قیمت پندرہ روپیہ (۱۵) محصول ڈاک ۱۲ آنہ مفصل حالات کے لیے ہمارا رسالہ [illegible] خاموش مفت طلب فرماویں۔ تمام درخواستیں اس پتہ پر بھیجیں:

انٹرنیشنل کمرشیل کارپوریشن ۱۴۲ بٹالہ
ضلع گورداسپور (پنجاب)

بڈھے جوان بن گئے

صرف خوردنی خضاب کھائیے

آج تک کھانے والے خضاب کے نسخہ بہت ہیں مگر ستعدد خود ہی کہ [illegible] اوقات مضر ثابت ہوئے ہیں لیکن بعض مشکلات پر نظر رکھ کر ہم نے ایسا خوردنی خضاب جو بہ ذائقہ [illegible] ہے صرف [illegible] کے ستعمال کرنے سے [illegible] زائل ہو جاتی ہیں اور صرف سفید بال ہی ہمیشہ کے لیے سیاہ ہو جاتے ہیں بلکہ چہرہ پر رنگت و رونق بھی خوب [illegible] ہے۔ [illegible] آنکھوں میں طاقت دماغ میں تراوٹ پہونچاتا ہے۔ بال کیسے ہی وقت سے پہلے اور قدیم سفید ہوگئے ہوں سب از سر نو سیاہ ہو جائینگے۔ بینائی کو استعداد تیز کرتی ہے کہ [illegible] کی عادت باقی رہتی ہے۔ قوت حافظہ کو بڑھاتا ہے اور معدہ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جو کھائے وہی ہضم [illegible] بڑھتا ہے۔ [illegible] استعمال سے بوڑھا بھی نوجوانوں میں شمار کرنے لگتا ہے۔ غرض اسکے کھانے سے حقیقی معنوں میں شباب قربان ہوتا ہوا نظر آنے لگتا ہے۔ ایسے اب آپ [illegible] خضابوں کی شیشیاں توڑ کر پھینک دیجیے اور اسے استعمال کیجیے۔ بڑے بڑے مستند [illegible] حکیم و ڈاکٹر وید وغیرہ تعداد میں [illegible] کر شہرت حاصل کرتے [illegible] ہیں جس جس قصبہ یا گاؤں میں اس کا ایک پارسل پہونچ جاتا ہے۔ اس کے حیرت انگیز فوائد کو دیکھ کر [illegible] بے ضرر ہونے کی وجہ سے معمولی [illegible] سے درجنوں آرڈر آتے ہیں لطف یہ ہے کہ ہر عمر ہر مزاج والا ہمیشہ ہر موسم میں بھی استعمال کر سکتا ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ پارسل ملے گا۔ قیمت مکمل کورس خوردنی خضاب کی صرف سات روپیہ آٹھ آنہ (۸/۷) مع محصول ڈاک و پیکنگ۔

ہمارا سرٹیفکٹ ملاحظہ ہو

عالیجناب رفیع احمد صاحب سکریٹری کانگریس [illegible] کمیٹی [illegible] تحریر فرماتے ہیں کہ آپکا ارسال کردہ خضاب خوردنی کا [illegible] کیا گیا میرے کل بال جو [illegible] عالم شباب ہی میں سفید ہو گئے تھے [illegible] اسکے استعمال سے بالکل سیاہ ہو گئے [illegible] دوستوں کے لیے دو کیس اور بھیج دیجیے۔

مقامی اخبار شیعہ کالج نیوز نے [illegible] جون ۱۹۳۳ء کے پرچہ میں ریویو لیا ہے کہ ہم نے خضاب خوردنی کا تجربہ کیا تو واقعی سفید بالوں کے سیاہ کرنے میں بیحد مجرب ثابت ہوا علاوہ اسکے دافع نزلہ مقوی باہ مقوی [illegible] وغیرہ کے حق میں تو اکسیر ہے۔

عالیجناب منیجر صاحب کارخانہ [illegible] اگلا [illegible] تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا خضاب خوردنی بہت مفید ثابت ہوا ہے اس اطراف میں اسکی دھوم مچ گئی ہے۔ لہذا فوراً جلد ۹ کیس بذریعہ وی پی روانہ کیجیے

ایڈیٹر صاحب روزنامہ ہمدم ۹ جون ۱۹۳۳ء کے پرچہ میں خضاب ہذا کے اجزا کے متعلق ریویو فرماتے ہیں کہ [illegible] نظام انسانی خصوصاً اعصابی پر ضرر [illegible] کرتے ہیں [illegible] اور تقویت دیتے ہیں [illegible] خضاب [illegible] [illegible] جاتا ہے [illegible] علاوہ [illegible]

آپکے اطمینان کے لیے صدہا میں سے چند [illegible] [illegible] جسمانی [illegible] [illegible] بال بالکل سیاہ ہو جائینگے۔ تمام [illegible] بینائی تیز [illegible] [illegible]

المشتہر۔ منیجر کارخانہ خوردنی خضاب حلمی شفا لکھنؤ

پوشیدہ ہنڈ کیمرہ

تصویر نہ کھنچے تو کیمرہ واپس۔ اور قیمت واپس دیں گے

ہر شخص بغیر استاد کی مدد کے اس کیمرہ سے عورت مرد بچوں [illegible] ہر کسی جانور اور چرند پرند [illegible] آدمیوں کے گروہ کی تو چند منٹ میں کھینچ سکتا ہے پرچہ ترکیب ہمراہ پارسل ملاحظہ کیا جاتا ہے اس سے ۲×۳ انچ لمبی چوڑی سائز کی تصویر آتی ہے قیمت پانچ روپیہ محصول ڈاک و پیکنگ [illegible] علاوہ کیمرہ کے دو پلیٹ دو پلیٹ [illegible] ایک فریم ایک [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] پلیٹ دھونے کا مسالہ بھی روانہ کیا جاتا ہے۔ ہمارے کیمرے کی ڈیمانڈ [illegible] صرف [illegible] رشو بہار [illegible] اینڈ برادرس علیگڑھ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

عجب دلچسپ نظر ہے منسب اور شاعر کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے۔ قیمت فی جلد ۲ [illegible] بھیج دیجیے وی پی [illegible] آرڈر [illegible]

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جادوگر بنا

[illegible] مسمریزم ہیپناٹزم اور [illegible] جادوگری کی تعلیم حاصل کرکے دنیا میں عزت شہرت اور بے اندازہ دولت حاصل ہوتا ہے سو سال تک جوانی [illegible] تندرستی [illegible] [illegible] مشہور [illegible] [illegible] ہوتا ہے [illegible] کتاب بھیجے [illegible] آپ [illegible] روانہ کریں۔

المشتہر

دی آل انڈیا آکلٹ ہاؤس پوسٹ بکس ۹ دہلی

جلد ۱۰ نمبر ۲۳

مضامین غیر

مورخہ ۱۷ جون ۱۹۲۵ء

تفریحات مصر

نمبر ۳

(بسلسلہ ۱۰ جون ۱۹۲۵ء)

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اس تفریح کو عام بول چال میں "طیرو" کہتے ہیں۔ غرضکہ "طیرو" اور "سباق" (گھوڑدوڑ) کی قماربازی میں صرف اسقدر فرق ہے کہ مقدم الذکر میں نشانہ باز پر بازی لگائی جاتی ہے اور موخر الذکر میں گھوڑے پر۔ بہرحال نوعیت خواہ کچھ ہو نتیجہ میں دونوں یکساں ہیں۔ ہر کبوتر مار کلب میں ہزارہا کبوتر پلے ہوتے ہیں۔ زمین کا بہت بڑا رقبہ جو نسبتاً گھوڑدوڑ کے میدان سے کم ہوتا ہے۔ اونچی دیوار سے گھرا ہوتا ہے۔ دروازہ پر ٹکٹ گھر ہوتا ہے۔ اور اسی کے قریب ایک نہایت پرتکلف قہوہ خانہ ہوتا ہے قہوہ خانہ کے برابر لکڑی اور کھپریل کی لمبی مسقف عمارت بنی ہوتی ہے اسکے آگے اسی قدر لمبا پکا چبوترہ ہوتا ہے جس پر چھوٹی چھوٹی سنگ مرمر کی میزیں اور کرسیاں پڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ اسکے آگے اسی سے ملا ہوا بیچ میں ایک چھوٹا چوکور چبوترا اور ہوتا ہے اسکے آگے کے میدان کو جھنڈیوں سے اس طرح سے محدود کردیتے ہیں کہ تینوں طرف دیواروں اور جھنڈیوں میں کچھ فصل چھوڑ دیتے ہیں۔ اس میدان کے عین وسط میں ایک چھوٹا کیل بنا ہوتا ہے جس کو وہ لوگ "کبتری" کہتے ہیں اسکے اندر ایک شخص کبوتروں سے بھرے ہوئے پنجرے لیے بیٹھا رہتا ہے۔ شام کو ۴ بجے کلب کا دروازہ کھلتا ہے "اہلاً افندیات وستات" (لیڈیز و جنٹلمین) کے غول کے غول آنے شروع ہوجاتے ہیں۔ کوئی موٹروں پر آرہا ہے تو کوئی گھوڑے گاڑیوں پر کوئی ٹراموں پر آرہے ہیں تو کوئی پیدل۔ غرضکہ تھوڑی دیر میں کلب کی مقررہ جگہیں بھر جاتی ہیں۔ اس مجمع میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ ہوتے ہیں جو "نشانہ باز" کہلاتے ہیں اور کلب کے وقتی یا مستقل ممبر ہوتے ہیں دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو "نشانہ باز" پر یہ سمجھ کر بازی لگاتے ہیں کہ یہ "ماہر نشانہ باز" ہے اور سب پر سبقت لے جائے گا۔ تیسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو محض "تماشائی" ہوتے ہیں چنانچہ کلب انھیں مدارج اور مراتب کے اعتبار سے اُن کے لیے جگہیں مقرر کرتا ہے۔ مثلاً "نشانہ باز" اور ممبران کلب اور "ممتاز تماشائی" جو "نشانہ بازوں" پر بازی لگاتے ہیں اُن خوشنما کرسیوں پر رونق افروز ہوتے ہیں جو چبوترہ پر پڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور "محض تماشائیوں" کو اُس لمبے مکان کی چھت پر جگہ ملتی ہے۔ ٹکٹوں کا نرخ بھی جگہوں کے اعتبار سے کم و بیش ہوتا ہے۔ "نشانہ بازوں" کی اپنی ذاتی دونالی کارتوسی بندوقیں ہوتی ہیں۔ البتہ کارتوس کلب مہیا کرتا ہے جنکی تعداد ہر بازی میں دو سے زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ یہ واضح رہے کہ مصر میں مغربی تمدن اور آزادی کا وہ دور دورہ ہے کہ جملہ تفریحات میں مرد و زن برابر کے حصہ دار ہیں۔ اسی لیے کوئی تفریح گاہ صنف نازک کی جلوے سے خالی نہیں ہوتی۔ کلب کے متعلق جو قہوہ خانہ ہوتا ہے اسکے آدمی "کرسی نشین" مہمانوں کے گرد و پیش پروانہ وار چکر لگاتے رہتے ہیں اور ندا سے "نولدہ یا تالی" کی آواز کے ساتھ فوراً حاضر ہو کر "عاوزیہ یا سیدی" (جناب کو کیا چاہیے) کے سوال اور "ہات الخمرة" (شراب لاؤ) جسکے لیے وہاں مشہور ہے کہ "خمرة علشان فوجه" (شراب فرحت کے لیے ہے) "ہات القہوة" (قہوہ لاؤ) یا "ہات القازوزة" (پانی کی بوتل لاؤ) کے جوابوں پر بلاتاخیر وہ فرمائش پوری کرتے ہیں۔ اب رہے "محض تماشائی" جو کم خرچ بالانشینی کے لطف میں ہیں وہ قہوہ خانہ میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں کلب ہر دفعہ "بینڈ باجہ" بھی جسکو مصری "موزیکہ" کہتے ہیں اپنے مہمانوں کی خوش آمدید اور محظوظ کرنے کے لیے حکومت سے اجرت پر مانگ لیتا ہے چنانچہ ۱۹۱۹ء و ۱۹۲۰ء میں جب کہ برطانیہ کی افواج قاہرہ ہندوستانی و انگریزی "افواج مسلطہ" کے تحت میں وہاں قیام پذیر تھیں تو گاہے ماہے ان کے بینڈ بھی اسی ملازمت پر ان کلبوں میں بلوائے جاتے تھے اور بعض اوقات وقت مقررہ تک رہ کر مہمانوں کو مسرور کرتے تھے۔

ایک بار اسکندریہ کے محرم بک کلب کبوتر مار نے ایک پنجابی پلٹن کے بینڈ کو بلوایا۔ اسکے بینڈ ماسٹر ایک جمعدار صاحب تھے ہندوستانی بینڈ ماسٹر اور بینڈ والوں کو دیکھ کر مصریوں کو یہ مغالطہ ہوا کہ یہ "بینڈ ہندی موزیکہ" ہے لہذا چند شوقین طبع مصریوں نے ایک ترجمان کی معرفت جمعدار صاحب سے یہ فرمائش کی کہ کوئی ہندی گیت گاؤ۔ مگر جمعدار صاحب نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر "انگریزی بینڈ" پر اس قسم کی جرأت کرنے سے معافی مانگی اور وہی انگریزی گیت الاپتے رہے۔

غرضکہ اس "کبوتر مار" قماربازی تفریح کی ابتدا اسطرح ہوتی ہے کہ "نشانہ باز" جنکی تعداد بیس بائیس سے زیادہ نہیں ہوتی ہے اپنی اپنی دونالی بندوقیں لیے ہوئے اس چبوترہ پر بیٹھے ہوتے ہیں قرعہ اندازی پر جسکا نام سب سے پہلے آتا ہے وہ اپنی بھری ہوئی بندوق لے کر اپنے حامیوں کی غلغلہ انداز صدائے تحسین و آفرین اور تالیوں میں ملحقہ وسطی چبوترہ کے سرے پر کھڑا ہو جاتا ہے اور پہلے بندوق کندھے سے لگا کر نشانہ جانچتا ہے جب اسکو اپنی جانچ پر اطمینان ہو جاتا ہے تو بندوق کو اسی حالت میں پکڑے ہوئے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے اشارہ کردیتا ہے جسکے معنے یہ ہوتے ہیں کہ نشانہ کے لیے

اب وہ تیار ہے۔

یہ اشارہ پاتے ہی وہ نمبر نویس جو اشارہ کا منتظر ہوتا ہے فوراً گھنٹی دیتا ہے جسکی آواز اُس چھوٹے گھر میں پہونچتی ہے جسمیں کبوتروں کا نجات دہندہ بشکل جلاد اُنکو لیے ہوئے بیٹھا ہوتا ہے گھنٹی کی آواز سنتے ہی وہ شخص وہیں سے بیٹھے بیٹھے اپنی پوری طاقت سے کبوتر کو لے کر کبھی شمال کبھی جنوب اور کبھی سامنے اس زور سے پھینکتا ہے کہ بیچارہ بے ندا اپنی پرواز بھی بھول جاتا ہے اور بغیر اڑے ہوئے خاموشی بندگی پر پہونچ جاتا ہے کہ اُسی نیم پرواز حالت میں نشانہ بازوں کی گولی پیام اجل لیے ہوئے اسکے تعاقب میں پہونچتی ہے اور پہلی نہیں تو دوسری ٹھائیں میں اُس پرند کی روح جسم عنصری سے پرواز کر جاتی ہے اور صرف پروں کا گلدستہ زمین پر گر جاتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ اگر پہلا نشانہ کامیاب ہو جاتا ہے تو دوسرا نشانہ دوسری باری کے لیے محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ اور یہ کامیابی گویا تفوق کی دلیل و علامت ہے۔ اب اگر وہ کبوتر جھنڈیوں کی حد کے اندر گرتا ہے تو نشانہ کامیاب سمجھا جاتا ہے لیکن اگر حد سے ذرا بھی باہر گیا تو گویا نشانہ بیکار گیا اسی طرح باقیماندہ نشانہ باز اپنی اپنی تقدیر آزمائی کر کے نشانہ بازی اور مہارت کا ثبوت دیتے ہیں جس وقت پہلا دور ختم ہو چکتا ہے تو تھوڑی دیر کا وقفہ دیا جاتا ہے تاکہ پھر ترتیب عمل کر لی جائے۔ اس عرصہ میں مہمان اپنے دور قہوہ اور ساغر میں مشغول ہو جاتے ہیں اور "باجہ" اپنے سریلے راگوں سے اُنکو محظوظ کرنے لگتا ہے۔ پندرہ منٹ کا وقفہ ختم ہوا اور گھنٹی بجی۔ باجہ بند ہوا۔ خوش گپیاں موقوف ہوئیں اور دور مینا ملتوی ہوا۔ پھر وہی جلاد۔ وہی کبوتر وہی گولی اور پیام اجل کا دور شروع ہو گیا۔ غرضکہ اسی طرح سے دور مے و مینا و دور مقابلہ و نشانہ شروع ہوتے ہیں اور ختم ہوتے ہیں۔ جو لوگ نشانوں میں ناکامیاب ہوتے جاتے ہیں وہ قانوناً دوبارہ نشانہ سے محروم قرار پاتے ہیں اور دوسری بازی میں صرف وہ بندوق چلانے کے مستحق قرار دیے جاتے ہیں جو پہلے دفعہ خواہ پہلے ہی نشانہ میں یا دوسرے میں کامیاب ہوئے ہیں غرضکہ باین ترتیب باری باری سے ہر شخص اپنے حریف سے بازی لے جانے کے لیے اپنی پوری مہارت سے اُن بے زبان پرندوں کو نشانۂ بندوق بناتا ہے۔ اور جو ناکامیاب ہوتا جاتا ہے وہ آئندہ کی حوصلہ افزا اُمید کامیابی کی اُمنگوں کو لیے ہوئے ہٹتا جاتا ہے۔ آخری دور جو ہوتا ہے وہ ناطق اور فیصلہ کن ہوتا ہے اسمیں جو تفوق اور سبقت لے جاتا ہے خواہ وہ ایک ہو یا کئی وہ حقیقی معنوں میں کامیاب سمجھے جاتے ہیں اور اسکے بعد "ما حصل قمار" حصہ رسدی ان میں اور انکے رفیق حامیوں میں تقسیم کر لیے جاتے ہیں۔ یہ فرحت بخش اور مسرت خیز مشغلہ ۲ بجے سے مغرب کے وقت تک رہتا ہے

عاشق تندخو



"کیوں ری اب بول"
"کیا میں رو رہی تھی۔ آؤ! ماما ب"

اور اسمیں اسقدر غلو و انہماک یا ہنستا ہوا فردوس بَر کو ہوتا ہے کہ دنیا و مافیہا کی بھی خبر نہیں رہتی ہے آخرت کا تو سوال ہی کیا ہے۔ اسی فرحت و مسرت کو قرآن نے اس طرح سے ظاہر کیا ہے وَاِثمُهُمَا اَكبَرُ مِن نَفعِهِمَا۔

محمد ابراہیم حسین فاروقی

بیخودی

(نمبر ۵)

(تتمہ ۱۰ ر جون سنہ ۱۹۲۵ء)

جناب غالب مرحوم فرماتے ہیں ؎

تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بصد ذوق
آئینہ بانداز گل آغوش کشا ہے

مولانا طباطبائی شرح میں فرماتے ہیں کہ عکس عارض کا رنگ ایسا شوخ ہے یا تمام تمثال میں ایسی شوخی بھری ہے کہ آغوش آئینہ آغوش گل بن گیا ہے اور تیرا عکس آئینہ کو گل کی طرح شگفتہ کر کے نسیم کی طرح اسکے آغوش سے نکل گیا۔ یہاں عکس کی شوخی بیان کرنے سے خود معشوق کا حسین اور شوخ ہونا بالالتزام ظاہر ہوا۔

اب جناب بیخود کی تنقید ملاحظہ فرمایئے آپ فرماتے ہیں کہ مطلب ادا نہیں ہوا۔ کوئی پوچھے کہ اور کس طرح مطلب ادا ہوتا ہے؟ انھوں نے یہ قانون کلی بیان نہیں فرمایا کہ آئینہ میں چوکھٹا ہوتا ہی ہے۔ یا تصویر ہر وقت آئینہ ہی میں رہتی ہے یا پھول ایک ہی مرتبہ کھلتا ہے۔ اسلیے آئینہ کے واسطے چوکھٹا لازم نہیں۔ نہ تصویر کا آئینہ میں ہمیشہ رہنا لازم ہے۔ نہ پھول کا ایک ہی مرتبہ کھلنا تو یہ بچوں کو بھی معلوم ہے کہ کلی پھول ہوتی ہے اور پھر مرجھا جاتی ہے اگر وہ یہ فرماتے کہ آئینہ میں چوکھٹا ہوتا ہی ہے تو اُنکی شرح بھی ایسی ہی مہمل ہو جاتی جیسی کہ ارباب نظر کے نزدیک آپ کی شرح ہے۔ نیز یہ آئینہ میں کبھی چوکھٹا بھی ہوتا ہے اس چوکھٹے کے

بازو نہ کھلتے ہیں نہ بند ہوتے ہیں۔ غالب کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آئینہ اپنے چوکھٹے کے بازو کھولے ہوے ہے۔ واللہ آپ کی اس مطلب فہمی پر اُس ملا کی روح صدقے کی تھی جو ایک شاگرد کو انشائے خسرو پڑھا رہا تھا۔ اتفاق سے خسرو بھی مکتب کی طرف سے جا رہے تھے اپنی لکھی ہوئی عبارت پڑھاتے جو سنی تو ٹھہر گئے۔ استاد صاحب شاگرد سے پوچھ رہے تھے کہ "خسرو داغ غلامی بر جبیں دارد" کے معنی کیا ہیں شاگرد ساکت تھا خود حضرت خسرو بھی خاموش تھے کہ دیکھیں استاد کیا مطلب بیان کرتا ہے شاگرد کی خاموشی پر استاد صاحب جھلا کے کہنے لگے "ارے بیوقوف دیکھتا نہیں خسرو کے ماتھے پر سنے کا نقطہ موجود ہے بس یہی داغ غلامی ہے۔ خسرو اپنے دل میں ہنسا کہ واہ دی طبیعت داری یہ تو ہمیں بھی نہ سوجھی تھی۔

اگر حضرت طبا طبائی یہ کہتے کہ چونکہ تصویر ہر وقت آئینہ ہی میں رہتی ہے اس لیے اُسکی شوخی بھی قائم رہتی ہے تو سخن فہم سمجھتے کہ ہزاروں تصویریں بغیر آئینہ کے دیکھی جاتی ہیں اُنکی شوخی آئینہ کی وجہ سے ہرگز قائم نہیں رہتی نہ ایسا شوخی قائم رکھنے والا آئینہ آجتک کسی نے دیکھا۔

تصویر کا فن آئینہ سازی سے بہت پیشتر ایجاد ہوا تھا۔ اگلے زمانہ میں آئینہ لوہے پر صیقل کر کے بنایا جاتا تھا پھر جب بلور دستیاب ہوا تو اسکے نیچے زنگاری تہ دی گئی۔ اور منھ دیکھنے کا کام لیا گیا۔ بلور ایسا ارزاں نہ تھا کہ عموماً تصویروں پر اُسکے آئینہ لگائے جاتے۔ یہ آئینہ جو آجکل موجود ہیں شیشہ کے ہیں انگریزوں نے ان شیشوں کو ارزاں کیا اور ہندوستان میں پھیلایا۔ اگلے قد آدم مرقع آج تک طلائی اور نقرئی چوکٹھوں میں جڑے ہوے ہیں مگر ان پر آئینہ کا پردہ نہیں ہے۔ شاہی تاروں میں جو تصویریں تھیں انکی حفاظت قیمتی باریک کپڑے کی پوشش سے کی جاتی تھی۔

اگر وہ بیان فرماتے کہ کلی کھل جانے کے بعد پھر کلی نہیں بن سکتی۔ تو ایسی ظاہریات کی طرف اشارہ کرتے جس سے ہر شخص واقف ہے آپ نے جو تین مطلب بیان فرمائے ہیں اگر اُن مطالب میں سے یہ تین بیہودہ ہی اور مضحک باتیں نکال دی جائیں تو ہر پھر کے مطلب وہی ہوتا ہے جو کہ طبا طبائی نے ارشاد فرمایا۔ انصاف کیجیے الفاظ شعر سے یہ مطلب کیونکر نکلتا ہے۔

"تو اتنا چنچل ہے کہ آئینہ ادھر اُٹھایا اُدھر رکھ دیا تیری شوخی سے بیتاب ہو کر آئینہ نے آغوش کھولا تھا اور پھر گل ہی کی طرح کھولے ہی رہ گیا" معشوق کی شوخی تو خیر مسلم ہے مگر آئینہ کی بیتابی کس لفظ کی شرح ہے۔

فی الحقیقۃ حضرت طبا طبائی نے مطلب کی توضیح بوجہ اتم کر دی ہے اُس سے آپ ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔ اگر ایسے مطالب کوئی بیان کرنا چاہے تو کہہ سکتا ہے۔

کہ معشوق صاحب خالی آئینہ کو ادھر اُدھر اٹھاتے رکھتے ہی نہ تھے بلکہ منھ بھی چڑھاتے کھیسیں بھی نکالتے تھے۔ جناب طبا طبائی نے نسیم کا ذکر اس واسطے کیا کہ گل اسی ہوا سے کھلتے ہیں۔ کھلے تو پھر کھلے ہی رہے۔ اسی طرح آئینہ کا ہمیشہ آغوش شوق کشادہ رہنا اس وجہ سے ہے کہ تیری شوخ تمثال اُس نے دیکھ پائی تھی یہ شعر معنی بند نہیں ہے مگر قصور معاف آپ کی توجیہیں اور توضیحیں اسے مہمل بنائے دیتی ہیں۔

جناب غالب کی غزل کا پانچواں شعر ہے ؎

قمری کف خاکستر و بلبل قفسی رنگ
اے نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے

شوکت و حسرت کی شرح پر جناب بیخود نے جو اعتراضات وارد کیے ہیں اُن کے جواب سے تعرض مقصود نہیں جناب طبا طبائی کی شرح کا خلاصہ یہ ہے کہ نازک تخیل نے قمری کو کف خاکستر اور بلبل کو قفسی رنگ بنا دیا لہذا اب اُسی نالہ سے جگر سوختہ کی پہچان پوچھی جاتی ہے مگر یہ واضح نہیں ہے کہ نالہ جگر سوختہ یا بلبل و قمری کا جگر سوختہ۔ بلبل کو قفسی رنگ کہنا شاعر کا اجتہاد ہے مگر بے لطف ہے۔ پنجرے قفس کوئی مخصوص یا مخصوص رنگ نہیں ہے نہ رنگوں کے اقسام میں کہیں اسکا ذکر ہے۔ بیخود صاحب فرماتے ہیں۔

"بلبل کو قفس سے جیسی مناسبت ہے ظاہر ہے پھر بلبل کو قفس رنگ کہنا یا قفسی رنگ کہنا بالکل بلبل کے معنی پر ایک لطیف و جدید لفظ کا اضافہ ہے جیسے لیلےٰ کو جان مجنوں کہنا"

اگلے زمانہ میں ایک مولوی صاحب لڑکے کو گلستان پڑھا رہے تھے "منت مر خدائے را عز و جل" ادے مبتنی "منت" کے معنی منت۔ "مر" زائد "خدائے را" کے معنی تم جانتے ہی ہو۔ "عز و جل" تو وہ ظاہر ہے۔ آگے چلو۔

ہمارے بیخود صاحب بھی فرماتے ہیں بلبل کو قفس سے جیسی مناسبت ہے ظاہر ہے۔ اے حضرت جیسی مناسبت قفس کے ساتھ بلبل کو ہے ویسی ہی کوکلا پدڑا کیسری شاما دہیڑ لال چڑکوے ہزار گلے طوطی مینا طوطے۔ نقر ول کو بھی ہے اور قفس کا رنگ معین نہیں ہے۔ جس رنگ کا جانور ہو اُسی رنگ کا پنجرا بن سکتا ہے لہذا ان میں ہر ایک قفسی رنگ ہو سکتا ہے۔ پھر جناب طبا طبائی نے جو اس اجتہاد کو بے لطف قرار دیا تو کیا بیجا کیا۔ آپ خالی "ظاہر ہے" کہہ دینے سے تفصیل کا تعین نہیں کر سکتے۔

"جیسے لیلےٰ کو جان مجنوں" بھی عجیب تشبیہ ہے کسی پرانے شاعر نے مسجد کی شان میں ایک شعر نظم کیا تھا اُسکی تشبیہ بھی سننے کے قابل ہے ؎

چراغ و مسجد و حوض و چبوتر
وضو سازند مردم چوں کبوتر

اگر مردم کبوتروں کی طرح وضو کر سکتے ہیں تو قفسی رنگ کی مثال ضرور جان مجنوں کے ساتھ دیا سکتی ہے جب شعر مذکور ایک نمازی نے دیکھا تو دوسرے اپنی طرف سے لگا دیئے حکایت ناتمام رہتی اس لیے ہم انھیں بھی لکھے دیتے ہیں ؎

کسے گوید چنیں اشعار گوہ
دو صد پاپوش باید زد بہ چوتر

(باقی آئندہ) راقم ادیب الشعرا

مولانا پنچ کی نوٹ بک

النوم أخت الموت

نیند موت کی بہن ہے اور بیشک ہے بقول معاصر سیاست لاہور ٹرنسوال کی ایک محبوبہ اپنے عاشق کے مرتے ہی پندرہ برس سے نیند میں کیوں مبتلا ہوتی۔ ادھر ایک بہن یعنی موت نے عاشق کو دبوچا اُدھر دوسری بہن یعنی نیند نے محبوبہ کو دھر دبایا۔ اب عاشق صاحب مردہ ہیں اور معشوقہ جان مُردوں سے شرط باندھ کے آرام کر رہی ہیں آنکھ کھولنے کا نام نہیں لیتیں شاید قریب حشر عاشق کی روح جھنجھوڑ دے گی تو اُٹھیں گی۔ کسی شاعر کی مشہور رباعی ہے ؎

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہے
کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہے
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی
نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے کٹے ہے

مگر یہاں معاملہ برعکس ہے ساری عمر سوتے کٹتی ہے ہُزال اور نقاہت بڑھ گئی ہے خارجی تدابیر سے قوت بہم پہونچانے کی فکریں ہو رہی ہیں۔ دیکھیے کب آنکھ کھلتی ہے۔ کھلتی بھی ہے یا ابد کی نیند ہی رہتی ہے۔ عاشق کی نقل کرتے کرتے آدھا قرن تو گزر گیا۔

چلتی ریل سے شرائط

ایک صاحب سمجھتے تھے کہ ہم جو دام خرچ کے ریل پر بیٹھتے ہیں تو ریل پر احسان کرتے ہیں۔ منطقی بات کسی قدر مشتبہ ہے اگرچہ فرائض مشترک ہیں۔ مگر رواج یہی ہے کہ دام بھی خرچ ہوں اور حکم بھی نہ ہو۔ اگلے زمانہ کے آدمی تھے ریل رکوا دی، کے پاس میٹھی مار کے بیٹھ گئے اور اپنی سواری کے شرائط بیان کرنے لگے۔

سنتی ہے خیابانی خبردار جہاں میں کہوں وہیں رک جانا جب میں سوتا ہوں تو سیٹی نہ بجانا سیٹی بجانا اخلاقاً مکروہ ہے۔ لوگوں کے آرام کا خیال رکھنا چاہیے۔ نماز کے وقت مجھکو جگا دینا۔ دیکھ خبردار ائیم قلفی ملائی تیار رہے۔ ٹکٹ لینے کے بعد شرائط کی منظوری کا پورا یقین تھا مگر ریل چڑیل ایسی کب سنتی ہے یہ بیٹھے بڑبڑاتے رہے اور ریل فراٹے بھرتی چل دی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تمہاری بھی اسی بلا میں گرفتار ہیں۔ وہ زمانہ لد گیا جب جرمنی دبی بلی کی طرح چوہوں سے کان کتاتی تھی اب ہے وہاں جمہوریت اور جمہوریت ایسے فرسے ڈبے نہیں سکتی کہ فوجی عملہ موقوف کرو۔ پولیس کی تعداد آدھی کردو۔ پولیس کے پیچھے بارکیں نہ بنواؤ۔ ہم دیکھتے ہیں کوئی دم میں سیٹی ہوا چاہتی ہے اُس وقت ادنے پونے گرہ کے تمام جبارتیں قبول کیجائینگی۔

غیورانہ انکار

گورنر بنگال آدمی باغیرت ہیں بارسیال کی سیپٹی انھیں ایڈریس دینا چاہتی تھی مگر عوام مخالف تھے آخر گورنر صاحب نے خود ہی یہ کہہ کے انکار کر دیا کہ

رند پیا تو گھبراتی کیوں ہے!!

واہ واہ رے ناخواستہ کی لاج رکھی تو یتو سے عزت نہیں بڑھتی۔ کاش گورنر صاحب دلوں میں گھر کرنے کی تدبیر نکالیں۔

کامیاب علاج

تیسرا چوتھا نہیں بلکہ ہزاروں کا کامیاب علاج مہاراجہ گوالیار کا لندن میں ہوا یعنی مسیحائی کرنے کی ہیبت رہی کام آئی نہ کسی ملاسیانے کی دعا۔ آپ نے بیکنٹھ کی راہ لی۔ مہاراجہ صاحب آدمی نہایت باوضع ذی مروت اور منکسر مزاج تھے۔ گھوڑ دوڑ کے مجمع میں خصوصاً ہر ایک کے ساتھ گھل مل جاتے تھے۔

سنت ڈاڑھی

اودھ میں اختلافی کا مٹے صاف کرنے کی غرض سے گوئیوں کی بادشاہ غریب رعایا پر ماری گئی [illegible] اور اودھ [illegible] میں فرق صرف [illegible] ہے کہ پنجابی لٹھ تھے اور اودھ والے ایک آدھ [illegible]

مالک بھی تھے جرم واقعی نہایت خوفناک تھا آخر معتق آنگروسی یا لنگان یا ٹیکس کیوں بطیب خاطر گردن پر لاد نہ لیا۔

حُسن زیر نظر پولیس

بی ممتاز جان کی ہر چیز اب پولیس کی نگرانی میں ہے۔ عشق نہ خدا کو مانتا ہے نہ رسول کو مگر شاید پولیس سے اسکی بھی نانی مرتی ہے جب تو اتنک باولے کی جگہ خالی ہے کوئی مجنوں اس لیلے کی گلی کے پھیرے نہیں لگاتا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ہمیشہ پولیس کی نگرانی رہی تو زندگی کس طرح تیر ہوگی۔ سنتا ہے کہ بعض عاشق پولیس میں بھرتی ہونے کے بہت مشتاق ہیں

تیر بہدف علاج

ڈاکٹر لوئی کوہنی صرف بھاپ اور پانی سے ہر بیماری کا علاج کرنے کے مدعی تھے۔ مگر ہمارا مہاتما ہر بیماری نہیں بلکہ ہر ضرورت کا علاج ایک ہی تجویز فرماتا ہے۔

کسی نے کہا لیڈر پاس ہے۔	جواب ملا چرخا کاتو
کسی نے کہا مرتے ہیں۔	کہا چرخا کاتو
کسی نے کہا ہیضہ ہوگیا	کہا چرخا کاتو
میاں بی بی سے کھٹ پٹ ہے۔	چرخا کاتو
لڑکا منفقی سخن ناشنو ہے۔	چرخا کاتو
گنگا کا پُل بارش میں ٹوٹ گیا۔	چرخا کاتو
ریل گاڑی لڑ گئی۔	چرخا کاتو
جورو کالی اور مرکھنی ہے۔	چرخا کاتو
گھوڑی رسّی تڑوا کے بھاگ گئی۔	چرخا کاتو
بیچ ادھر میں موٹر کار کا ٹائر پھٹ گیا۔	چرخا کاتو

ہے کوئی تجربہ کرنے والا جوان تمام مجربات پر صاد کرے؟



"تعلیم شہسواری"

"بہت اچھے بیٹھے - جب ہندوستان جانا تو یوں ہی بیٹھنا - یہ بھی ایک وضع ہے"

مرگ نو

سرانتونی میکڈانل بھی چل بسے لوگ انھیں بھولے نہوں گے یہ حضرت ہمارے صوبہ کے لفٹنٹ گورنر تھے۔ انکے عہد میں دو چیزیں ایسی ہوئیں کہ ہمیشہ یاد رہیں گی گنیش پرشاد زعون ہمارے چوک کے کوتوال رشوت لینے میں بہت بے باک تھے پکڑے گئے اور وہیں پہونچے جہاں دوسروں کو پکڑ دھکڑ کے بھیجا کرتے تھے۔ کئی رشوت خوار حاکم اور بھی چشم نمائی کی زد میں آئے۔

اُردو ایک وطنی زبان تھی کچہریوں میں بھی اُردو کا رواج تھا غالباً آپ کے پیٹ میں اس خیال سے مروڑ پڑا ہوا کہ کہیں یہ زبانی اتحاد رنگ نہ لائے کیا ستم ہے کہ اُردو نوازی کو بہت زمانہ گزر چکا ہندو اور مسلمان دونوں اب اسے اپنی زبان سمجھنے لگے اسکی وجہ سے اب کوئی جھگڑا بکھیڑا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ایسا منتر پڑھو کہ پھوٹ پڑ جائے اور صوبہ کی زبان بھی ایک نہونے پائے دوسرے یہ کہ اُردو اور ہندی کی کشتم کشتا میں نفع پہونچے گا انگریزی کو بہ المقصود چنانچہ آپ کی لگائی ہوئی آگ آج تک نہیں بجھی بعض وارث یہاں موجود ہیں جو اس آگ پہ دال چھڑکتے رہتے ہیں۔ ہندوستان سے تشریف لے جانے کے بعد آپ لارڈ ہو گئے مگر دارالامرا میں آپ کبھی کبھی بولتے تھے۔ ضعیف الخیال اشخاص کا عقیدہ ہے کہ کم گوئی کا مرض اُردو کا صبر سمیٹنے کے عوض پیدا ہو گیا تھا۔ جب تک آپ یہاں تھے کچھ بک جھک لیتے تھے مگر وہی تُرشی سختی دھمکی بھبکی کے ساتھ۔

دخل بیجا

ایک خرابی صاحب کو خدا جانے نشے کی ترنگ میں شیطان نے کیا انگلی دکھائی کہ رات کے دو بجے بی ممتاز جان کے گھر میں جا گھسے پولیس نے آپ کو کچہری کی ہوا کھلائی آپ نے عذر کیا کہ بندہ چور چکار نہیں خاصا بھلا مانس ہے چنڈال (رنڈی) کا مکان سمجھ کے گھس گیا تھا چشم نمائی کے بعد رہا کر دیے گئے۔ شاید حضرت اس کلیہ سے ناواقف تھے کہ ممتاز کے عشق میں حقیقی ہوا ہونے کی ضرورت ہے دام دے کے تھوڑی دیر کے لیے یار و لا بنا کافی نہیں ہے یار و عشق ہے کھیل نہیں ہے۔

تماشا ہے کہ چوروں پر اثر ہے عشق جاناں کا

محترم معاصر سیاست لاہور روایت کرتا ہے کہ سوسٹزرلینڈ کی ایک متمول اور حسین عورت کے گھر میں رات کو چور گھسا پہلے زیور و مال اٹھا لیجانے کے لیے ایک جگہ جمع کیا پھر شامت جو آئی تو صاحب خانہ کا مکھڑا بھی دیکھ لیا دس منٹ میں وہ دل جس نے چوری پہ مائل کیا تھا بی صاحب کے نذر کیا مال جہاں کا تہاں رکھا اور مکتوب عشق سرہانے رکھ کے چل دیا خوبصورت آدمیوں کو چوری کا پیشہ نہ اختیار کرنا چاہیے ورنہ یہی نتیجہ ہوگا۔

"آؤ چوروں یہ گھر سے لے جاؤ"

خاوند اور جورو دونوں پیٹ سے

۱۹۳۱ء میں ایک خبر ہم لکھ چکے ہیں کہ ایک مرد جیکہ بحالت جنین شکم مادر میں تھا حاملہ ہو گیا۔ اور پیٹ بھی رہا تو کس کا؟ والد مکرم کا بیٹے ڈاکٹروں نے تجویز کیا کہ قوت جاذبہ کے یہ کرتوت ہیں۔ اب پھر ایک ایسی ہی خبر اخباری کاغذوں میں چھپی ہے۔ بلغریہ کا ایک کسان اپنی حاملہ جورو کو لیکے شفاخانہ گیا اتفاق سے دونوں کا پیٹ پھولا ہوا تھا۔ ڈاکٹر تھا نظرباز سمجھ گیا کہ دونوں ایک ہی مرض میں مبتلا ہیں

"کمال ہمنشیں در من اثر کرد"

الغرض نشتر کی دائی جنائی نے عقدہ کھول دیا ایک جوڑ دو دو بچے پیٹ سے نکل پڑے بڑا بچہ ۹ انچ ناپ میں اور سوا سیر وزن میں تھا۔ دانت بھی نکال چکا تھا بالکل صحیح سالم تھا مگر چھوٹا بچہ ناقص تھا اسکے ہاتھ پاؤں نہ تھے۔ "زچا صاحب" دونوں بچے چھوڑ کے مر گئے۔ اب یہ نہیں معلوم کہ بچے زندہ ہیں یا نہیں۔

حالات یکساں ہیں اس وجہ سے ہم قیاس کرتے ہیں کہ شاید یہ وہی پرانی خبر ہے اخباری افلاس نے اسے پھر ابھارا ہے۔

بہرحال جدید قانون میراث کی ضرورت ہے باپ اور ماں دونوں کے اوصاف فرد واحد میں جمع ہو جانا نئی مصیبت ہے۔

چکھی اور کُس

ایران کی سرحد بلوچستان پر تیتر کا گھر جلا کے تاپنے کا جو کھیل کھیلا گیا تھا اُس میں سردار سپاہ کے آپ تدبیر نے افسردگی پیدا کر دی ہے۔

بٹیر باز بھوک دینے کے بعد جب پالی میں بٹیروں کو لڑانا چاہتے ہیں تو چکھی دے کے دو دو چونچیں لڑاتے اور بٹیر کا کس دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایران کے پڑوسی دوستوں نے پہلا کس امیر خزعل کے ساتھ دیکھا۔ دوسرا کس کردستان میں بغاوت پھیلا کے دیکھا۔ تیسرا مرحلہ بلوچستان کا تھا۔ سنتے ہیں اس کس میں بھی ایرانی غالب رہے اگر حالت یکساں رہی اور حرام خور رشوت گیر مولویوں نے دشمنوں سے ساز باز نہ کی تو اس میں شبہ نہیں کہ سردار سپاہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا ثانی سمجھا جائے گا۔ فی الحال اُس نے نمائشی قربانی سے وہ اسپر بھی راضی نہیں ہے کہ کوئی اُسے سردار سپاہ کہے "خورشید ایران" جس نے اب بنام پارس نیا جنم لیا ہے اس امر پر بہت خوش ہے کہ اب آقائی ظل السلطنۃ - سرکار حامی الملۃ والدین - مولانا ... حضرت مشعل الاسلام - جناب احمق الملک کی صورت نہ دکھائی دے گی - جو گلی گلی جوتیاں چٹخاتے اور سلطنت کے اعزازی القاب کی آبرو گنواتے پھرتے ہیں۔

بہرحال خوشی کی بات ہے کہ ایران پھر زور سے

جہازوں کے اب صاحبان ثروت کی محفل میں بیٹھنے کے تذبذب اختیار رہا ہے چکمی اور کرش کے تین مرحلے طے ہو چکے ممکن ہے کہ آئندہ اگر پانی ہو تو وہ ناؤں میں بھاگ جانے کی ذلت نہ اُٹھائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پڑوسی خود بھی کسی قدر احتیاط سے کام لیں۔

ستے چھوٹنے کی تدبیر

سنتے ہیں کہ امیر حسین کے خلف صالح امیر فیصل سلطان حاکم عراق اب گھبرا گئے ہیں بینی روٹیاں لگی ہیں۔ آپ عنقریب انگلستان میں جا کے یکسوئی حاصل کرنا چاہتے ہیں انگریز دوستوں سے کہیں گے یا تو عراق سے چلتا دھندا کر دو یا پھر میں خود ہی تخت و تاج سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اس دھمکی میں اگر انگریزوں سے کچھ مزید اختیارات مل گئے اور انھوں نے یہ سمجھ کے کہ اپنے قابو کا آدمی ہے اس سے بہتر پتلی شکار کھیلنے کے واسطے نہیں مل سکتی کچھ دے دلا دیا تو خیر ورنہ ٹھیک اسی طرح احسانات انگلستان سے نجات پا جائینگے جس طرح ایک ملا نے بہشتی کے تقاضے سے۔

راوی کہتا ہے ایک تھے مُلا صاحب راہ میں نماز کا وقت آ گیا قریب ہی ایک سقا کی دوکان تھی (سبیل) مولانا سمجھے کہ اجازت خدائی کافی ہے جھٹ سے وضو کی نیت باندھی اور پانی لنڈھانا شروع کر دیا۔ بعد فراغ چلے تو بہشتی نے دامن پکڑا کہ پانی کی قیمت عنایت ہو یہاں ملا کی جیب زر سے اسی طرح خالی تھی جس طرح ایمان سے دل مگر آدمی تھے فہمیدہ جھٹ سے ٹانگ اُٹھائی اور تھوڑی سی ریح خارج فرمانے کے بعد کہنے لگے " وضو بھی تمہارا پانی غارت ہوا بندہ کا وضو ٹوٹا جیسا آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں۔

عجیب عُذر

بعض جرائد حاجیوں کی روداد نقل کرتے ہیں کہ ہمیں حرم پاک سے ہیچ ادھر میں جہاز پر کچھ جھول رہے ہیں

اب کیا کر واپس مائش نہ جائے امن نہ پائے وطن۔ مگر یہ اپنی نوعیت میں ایک انوکھا عذر ہے۔

اول تو مقام ثروت میں باوجود اطلاع چند صاحبان عقل و فہم کے دہش کہہ دینے سے چڑھ دوڑنا اور تہلکہ میں از خود پھنسانا نشمندی اور شرع دونوں کے خلاف تھا۔ دوسرے احرام کا توڑنا اور راستے سے پلٹ آنا کوئی جرم نہیں۔ اس معاملہ میں برٹش گورنمنٹ نے تحمل کا ایسا بین ثبوت دیا کہ شاید و باید پہلے اعلان کیا کہ بھائیو راہ خطرے سے خالی نہیں ذری سمجھ بوجھ کے حج کرنے جاؤ۔ گرسنہ شکم لیڈر صاحب نے کہا ہیں؟ یہ مذہب میں مداخلت! سرکار نے فوراً گردن جھکا کے فرمایا "ارے توبہ! اب کان پکڑے ہیں معاف کیجیے۔ جائیے جائیے شوق سے جائیے" جب رابغ پر امیر علی نے حملہ کیا تو قومی مشیروں نے اپنی حماقت کو حکومت کے سر یوں منڈھا "کہ حضرت آپ کا فرض ہے کہ ہندوستانیوں کی حفاظت کیجیے اور لڑائی موقوف کروا کے حاجیوں کو حج کرنے دیجیے"

فوراً جواب ملا "خداوند آپ نے کب ارشاد فرمایا تھا۔ ہم حاضر ہیں لیجیے جنگی جہاز حاضر ہے" یہاں دو گروہ ہیں ایک ابن سعود کے روحانی شاگرد دوسرے امیر علی کے عینی چیلے۔ گروہ اول یہ سمجھ کے خاموش ہے کہ شاید اسی حیلے سے امیر علی دبے گا اسکی قوت کے نہ صرف بڑے چیلے مرجائیں گے۔ دوسرا یہی سمجھ کے کہتا ہے کہ حکومت خواہ کسی حیثیت سے عرب کے ساحل پر جائے۔ اسکا جانا شبہ کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

اگر ان دونوں عذروں میں درمیانی راہ اختیار کرنی مقصود ہے تو حاجیوں کے احرام کا رخ کعبۂ وطن کی طرف پھیر دینا چاہیے کہاں گئے تھے کہیں نہیں کہاں سے آئے کہیں سے نہیں" حاجی بغلول تھا۔" "پہلے بمبئی تک حاجی تھے اور یہ حاجی پورے سوڈان تک حاجی کہلائیں گے۔

ذکرِ شب نوروز (انشنود)

بارہ سنت نارہ مہرنان قمر الدین حسن صاحب نے غضب کی بے چین طبیعت پائی ہے۔ آپ کے واردات کا سلسلہ برابر جاری ہے وہ بات نہایت معقول کہتے ہیں مگر کوئی سنتا نہیں۔ مقدس زائروں پر زندیقوں کی آمد و رفت کا نتیجہ وہی ہوگا جو گھر میں گئیا پالنے کا ہوتا ہے۔ بالفعل آپ نے فرزند حضرت شاہ کے بارے میں جانشین خالفہ کا اشتہار شائع کیا ہے جس میں کشتی۔ ملاقات۔ قوال کا تماشا دکھانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اگر اشتہار کی منقولہ عبارت صحیح ہے تو ذرا بھی میلا ضرور کامیاب ہوگا تماشائی پل پڑیں گے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ معزز زمیندار لاہور کیوں اس بد اخلاقی کی طرف سے چشم پوشی کرتا ہے آخر تو کفر کا قلعہ مل ہی چکا۔

تازہ غزل

خیریت گذری مرا معشوق ہرجائی نہ تھا
ورنہ بس الفت میں رسوائی ننگ و رسوائی نہ تھا
کس طرح کھویا بنایا بے ستوں پر وہ غریب
عاشق شیریں تھی کچھ فرہاد طولائی نہ تھا
انشاء اللہ سیکڑوں کتنل بھی تھے مجھ پر بھی تھے
کیوں کہوں کوئی شریک شام تنہائی نہ تھا
وہ تھے اور آرائش گیسو تھی خلوت گاہ میں
اور کھوئی کنگھی تھی ٹوٹا ہوا آئینہ تھا
دیکھ کر عشاق کو اپنے جو وہ تیزے سے ہوئے
تھے پنجے کے ہاتھ اسکا نام انگڑائی نہ تھا
میرے کھینچنے سے جو اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا
گو مرا دل تھا مگر تیرا بھی وہ آئینہ تھا
سر سے پا تک خوب میں نے آپ کو دیکھا حضور
مجھ سے بہتر آپ کا کوئی تماشائی نہ تھا
قصۂ طول شب گیسو وہیں ہوتا تمام
شکر ہے عشاق میں اُنکے کوئی نائی نہ تھا
کیوں جواب خط نہ لکھنے کا غیبی الزام دوں
سچ یہ ہے مجھ کو بھی شوق خامہ فرسائی نہ تھا
انکے بدلے دیکھ کر خلوت میں ناصح کو کہا
آپ سے تو بندہ نے تکلیف فرمائی نہ تھا
آج سنتا ہوں کہ تاج وہ تہذیب فرنگ
اے حکیم افسوس اُسکی بزم میں آئی نہ تھا

حکیم ابو الحسیث محمد مسیح ارادت اللہ انصاری رضوی فرنگی محل لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو کف۔ کھانسی ہیضہ، درد پیٹ، درد، قے، دست، سنگرہنی، بالخصوص [illegible] کے امراض کے لیے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر پینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں۔ قیمت [illegible] ہر جگہ بکتا ہے۔

دور و نج کیسری یعنی دور و گرجا جس کے جڑ سے کھوئے والی [illegible] قیمت [illegible]

بال سدھا بالوں کی کمزوری کو دور کرکے ان کو مضبوط کرنے اور پھر تیار بنانے والی [illegible] قیمت [illegible] ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا۔

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب — **بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی**

سول ایجنٹ [illegible] اینڈ کو لکھنؤ

دیوان چرکین

ظرافت کے ہیجان کا [illegible] دیوان چرکین مجلد قیمتی [illegible] اور لکھنؤ کا مشہور ریختی گو شاعر میر یار علی کا دیوان جان صاحب اور دیوان ریختی عرف [illegible] مجلد قیمتی [illegible] ایضاً کلیات جان صاحب مجلد [illegible] جس کا چھپنا پچاس ساٹھ سال سے بند تھا اب چھپ گیا ہے۔ اخبار اودھ پنچ کا حوالہ دے کر جلد منگا لیجیے ورنہ پھر ختم ہو جانے پر مدتوں کف افسوس ملنا پڑے گا۔

پتہ

عظمت بک ڈپو لکھنؤ

آپ کی خواہش ضرور پوری ہو گی

اگر آپ خواہش رکھتے ہیں کہ ہم تمام امراض سے محفوظ رہیں ہمارا جسم مضبوط طاقتور [illegible] صحت [illegible] تندرست رہے [illegible] جسمانی اور [illegible] روحانی ہمیشہ کے لیے زندہ رہیں اور [illegible] اولاد بھی مضبوط [illegible] خوش رہے تو مستورات [illegible] خطاب [illegible] گولیوں کا استعمال کریں [illegible] گولیاں [illegible] کو [illegible] قیمت فی ڈبیہ [illegible] محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

(لکھنؤ کی ایجنٹ) [illegible] اینڈ کو

مایوس نہوں

اگرچہ اشتہاری دنیا نے لوگوں کو بدظن کر دیا ہے مگر ہم آپ کو موقع دیتے ہیں کہ طلاء عجیب [illegible] یوم کے لیے قیمتی [illegible] علاوہ محصول کے طلب فرمائیں۔ اگر اس مختصر عرصہ میں یہ حیرت انگیز طلاء آپ کے عضو مخصوص کو موٹا قوی دراز کرکے کجی، نامردی، سستی، کوتاہی، جلق کے منحوس اثرات کو دور کرکے دوبارہ شباب کا لطف پیدا کر دے تو بقیہ ۱۶ یوم کے لیے طلاء صرف [illegible] علاوہ محصول ڈاک میں طلب فرمائیں۔ ۲۱ یوم تک جماع سے قطعی پرہیز کریں خواہ فضل دوا مجبور بھی کرے پوری شیشی کے ہمراہ [illegible] بلا قیمت روانہ ہوگا قیمت پوری شیشی [illegible] ۲۱ یوم [illegible] محصول ڈاک ہر حالت میں ذمہ خریدار ہوگا۔ پوری شیشی طلاء کے خریدار سے بصورت عدم فائدہ قیمت اور دس سال کے اندر اندر زائل ہو جانے پر دوبارہ مفت بھیجنے کا حلفیہ وعدہ۔

جوب مستی

ایک گولی کھا کر گھنٹوں صحبت کا لطف اٹھائیے

لطف یہ ہے کہ اگر آپ کمزور بھی ہیں تو کسی طرح کا نقصان بھی نہ ہوگا جسم پھرتیلا اور نہایت قوی رہے گا جسنگ، تک، زبان پر نہ دیکھیں گے ہرگز ... ہوگا بعد جماع ایک گولی کھائیں تو تمام کمزوری اور تکان رفع ہو کر طبیعت پھر تازہ ہو جائے گی اور پھر دوبارہ جماع کرنے کی قوت پیدا کر دے گی جتنی مرتبہ مباشرت کریں گے ہر مرتبہ پہلی ہی سی قوت پاویں گے ہمیشہ حضرات ہمیشہ استعمال کرتے رہتے ہیں اسکی بدولت ساٹھ ساٹھ برس کا بڈھا جوانی کا دم بھرنے لگتا ہے امساک کی اس سے بڑھ کر بے نظیر گولیاں نہیں فی ڈبیہ [illegible] قیمت ایک درجن [illegible] (دو روپیہ)

سفوف شباب

لطف دے کیوں نہ کبھی [illegible]
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

یہ سفوف بھی عجیب سفوف ہے کہ جس کو استعمال کرکے جماع کرنے سے معشوقہ عمر بھر کے لیے اپنی مطیع ہو جاتی ہے لطف کی زیادتی کی وجہ سے بیہوشی تک نوبت آئے گی عضو پر مالش کرتے ہی امساک اور قوت کی بھرمار ہو گی زن اور شوہر کے تعلقات کو حقیقی معنوں میں عشق کے درجہ تک پہنچا دے گی سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہوگی کہ پھر اس عورت کو کوئی دوسرا صحبت نہ کر سکے گا نہ وہ کسی کے ساتھ آمادہ ہوگی۔ اگر اب تک اسکا استعمال نہیں فرمایا تو گویا آپ نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا قیمت ایک شیشی [illegible] تین شیشی [illegible] محصول ڈاک ذمہ خریدار۔

المشتہر

منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

فائدہ نہو قیمت واپس

طلاء مسک ایک ہی رات میں نامرد کو مرد بنانیوالا زبردست مسک طلاء ایک گھنٹہ بعد اس غضب کی قوت پیدا ہوتی ہے کہ جیتی ہوئی ہے [illegible] مشکل ہی نہیں بلکہ [illegible] ہو جاتا ہے امساک بدستور قائم رہتا ہے [illegible] صبح تک [illegible] ہو جاتی ہے دوران مباشرت [illegible] بڑھتی جاتی ہے قیمت صرف دو روپیہ فی شیشی علاوہ محصول۔

روغن ملذذ یہ روغن بہت ملذذ اور منزل ہے صرف [illegible] استعمال کرکے جماع کرنے سے معشوقہ عمر بھر کے لیے مطیع ہو جاتی ہے اور لطف کی زیادتی کی وجہ سے صرف ایک دوسرے پر عاشق اور فریفتہ ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی صرف دو روپیہ۔ علاوہ محصول۔

جوب مسک ایک گولی کھا کر گھنٹوں صحبت لطف اٹھائیے۔ لطف یہ ہے کہ اگر آپ کمزور بھی ہونگے تو کسی طرح کا نقصان بھی نہ ہوگا جسم پھرتیلا اور نہایت قوی رہے گا جسنگ ترشی نہ کھائیں ہرگز ... ہوگا قیمت فی درجن [illegible] علاوہ محصول۔ حوالہ اخبار ضروری دیجیے۔

نوٹ۔ کوئی دوا حسب تحریر ثابت نہ ہونے پر بلا عذر پوری قیمت کی ذمہ داری ہے۔

عین الشفا میڈیکل ہال لکھنؤ

ہر بیماری کا علاج خود کرلو

[illegible] قابل [illegible] تجربات جس [illegible] ضرور مطالعہ کیجیے وہ نسخے [illegible] ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی کے ساتھ کرنے کے قابل بنا دینگے ہر ایک گھر میں [illegible] دوا و علاج میں سینکڑوں روپیہ کی بچت ہوگی [illegible] نایاب نسخے درج ہیں جو کہ دیہات میں تیار ہو سکتے ہیں [illegible] قیمت فی کتاب مجلد ایک روپیہ علاوہ محصول [illegible] ایک کتاب مفت۔

مفت لوجو [illegible] شریف [illegible] لوگوں کے نام [illegible] کے لکھ بھیجیے اور **چراغ صحت** [illegible] مفت بھیجا جائے گا۔

المشتہر منیجر دفتر چراغ حکمت علیگڑھ شہر (یوپی)

فریگرنٹ ٹوتھ پوڈر

دانت کی صفائی اور صحت منظور ہے تو خوشبودار منجن [illegible] علی حیدر اینڈ سنز کا بنایا ہوا استعمال کرو تین ڈبیہ کی قیمت [illegible] اور چھ ڈبیہ کی قیمت [illegible] ایک درجن ڈبیہ کی قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک

المشتہر

علی حیدر اینڈ سنز امروہہ مراد آباد

موسمِ گرما کا تحفہ

ان الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے افشردوں اور عرقیات سے شربت جو اپنے اثر میں بے نظیر صورت میں لاجواب ذائقہ میں خوشبو لطافت میں بے مثل ہیں دل و دماغ کو فرحت قلب کو سکون اور راحت آنکھوں کو خنکی و تراوت بخشتے ہیں، شدت تشنگی کو دور کرتے ہیں۔ جلد طلب فرمایئے۔

شربت بہار	شربت افطار صوم	شربت انار ولایتی	شربت کیوڑہ	شربت بید مشک	شربت کسیرو	شربت بادام	شربت فالسہ
فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ
شربت رنگترہ	شربت لیموں	شربت نارنج	شربت انناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدرآبادی	عرق بید مشک لاہوری	
فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	

ارزاں بعلت گراں بحکمت کے مقولہ کو یاد رکھیے۔ ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے۔ فہرست مفت طلب فرمائیے۔ قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمایئے اور ¼ رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

ہر قسم کا طبی مشورہ ہماری مجلس اطباء سے حاصل ہو سکتا ہے — فہرست کلاں مفت طلب فرمایئے

لاکھوں روپیہ اور شاہی زردہ

ہم نے اپنے مقبول عام اور پسند خاص شاہی زردہ کے مجرّب ہونے کی وجہ سے پبلک فائدہ رسانی بقدر ارزانی کی غرض سے شاہی زردہ کے خریداروں کے لیے شاہی زردے کے ڈبوں میں ہمیشہ کے لیے انعامی چک شامل کیے ہیں جن صاحب کے نام ہماری مہر دستخط شدہ چک نکلے وہ حسب ذیل چک کی رقم پانے کے مستحق ہونگے۔

شاہی زردہ	پانچ تولہ کا ٹین	قیمت ایک روپیہ	دو سو ٹینوں میں	پانچ سو روپیہ کے	پانچ چک
شاہی زردہ	پانچ تولہ کا ٹین	دو روپیہ	سو ٹینوں میں	دس دس روپیہ کے	دو چک
شاہی زردہ	پانچ تولہ کا ٹین	چار روپیہ	پچاس ٹینوں میں	پچیس روپیہ کا	ایک چک
شاہی زردہ	پانچ تولہ کا ٹین	آٹھ روپیہ	پچاس ٹینوں میں	پچاس روپیہ کا	ایک چک
شاہی زردہ	پانچ تولہ کا ٹین	سولہ روپیہ	پچاس ٹینوں میں	سو روپیہ کا	ایک چک

نوٹ:۔ نمونتاً ایک ایک تولہ کی شیشی قیمت

مشکی زردہ قیمت فی سیر

پتی تمباکو قیمت فی سیر

گولی تمباکو سادی فی تولہ — گولی تمباکو نقرئی فی تولہ — گولی تمباکو انگلستانی فیروزہ

گولی تمباکو طلائی فی تولہ

شاہی قوام فی تولہ — مشکی قوام فی تولہ

الملتمس:۔ منیجر مقبول اینڈ کو کارخانہ شاہی زردہ ۱۵۴ لوہا چیت پور روڈ کلکتہ

قصہ ہے ظرافت کی جان

اردو میں آجتک اس قصہ کا مثل نہیں

چھپوا!

یہ ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ سلسلہ وار شائع ہوتا رہا ہے اس کے صفحات بطور فائل علیحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں ابتدائے سلسلہ سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں انھوں نے سلسلہ ملاحظہ کر لیا ہوگا لیکن جو صاحب اور نئے خریداران اودھ پنچ قصہ کی ابتدا سے ناواقف ہوں گے یہ مرتب فائل ان کے اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے

قیمت علاوہ محصولڈاک عہ

المشتہر

منیجر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ

نمی محمد احمد خاں صاحب — مہتمم کتب خانہ سرکار — ریاست رامپور — Ramp